امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ۔ تعارف اور اسلوب

* ڈاکٹر عبدالحمید خان عباسی

فن حدیث کے ماہرین میں سے بعض نے احادیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم یا اپنے شیوخ یا ان کے شہروں کے اسماء کے لحاظ سے اپنی کتب میں مدون اور حروف تہجی پر مرتب کرنا شروع کیا تو معاجم کے نام سے تدوین و ترتیب حدیث کا ایک نیا اسلوب معرض وجود میں آیا۔ اس پر جو کتب مدون ہوئیں وہ معاجم کے نام سے مشہور ہوئیں۔ معاجم جمع ہے معجم کی۔

لفظ معجم کا مفہوم

لفظ معجم یا تو میم کے فتحہ کے ساتھ ''مَعْجَم'' ہے یا میم کے ضمہ کے ساتھ ''مُعْجَم'' ہے۔ اگر یہ میم کے فتحہ کے ساتھ معجم ہے تو اس کے اصلی حروف ع، ج، م ہوں گے۔ جیسے کہا جاتا ہے

''عَجَمَ الکِتَابَ أوِ الْحَرْفَ أی نَقَطَهُ بالسَّواد''۔

(اس نے کتاب اور حرف پر سیاہی سے نقطے ڈال دیئے)

تو مَعْجَمْ ''مَدْخلْ'' اور ''مَخْرَج'' کی طرح مصدر میمی ہوگا، جس کے معنی ہوں گے کالی سیاہی سے نقطہ ڈالنا۔

اگر یہ لفظ میم کے ضمہ کے ساتھ ہو تو یہ باب افعال سے اسم مفعول ہوگا جس کے معنی ہیں ''نقطوں والے حروف'' یا وہ حروف جن کا باہمی التباس دور کر دیا گیا ہو کیونکہ ''اِعْجَام'' کے معنی ہیں نقطے ایجاد کرنا یا حروف کے باہمی التباس کو دور کرنا۔ اس کے بعد عربی زبان کے حروف تہجی کو حروف **المعجم** کہا جانے لگا جو کل ۲۸ (اٹھائیس) ہیں۔ (۱)

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ قرآن وتفسیر، کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد۔

معجم کا اصطلاحی مفہوم

محدثین کی اصطلاح میں ''معجم'' اس کتاب سے عبارت ہے جس میں شیخ اپنے شیوخ کو حروف معجم پر مرتب کرتا ہے اور ہر ایک شیخ کے نام کے تحت اس کی روایت نقل کرتا ہے۔ متأخرین نے توسع سے کام لیتے ہوئے اس کتاب کا نام بھی معجم رکھ دیا ہے جس میں شیخ اپنے شیوخ و معاصرین یا شاگردوں یا کوئی محدث کسی حافظ کے شیوخ یا اس کے شاگردوں کو جمع کر دیتا ہے جیسے عیاض کی ''معجم شیوخ الصدفی'' ہے اور اس کے شاگردوں کی معجم ہے جسے ابن الأبار نے مرتب کیا۔ اس کا نام ''معجم'' اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس میں راویوں کو حروف معجم پر مرتب کر کے ذکر کیا ہے تا کہ مطالعہ کرنے اور استفادہ کرنے والے کو سہولت ہو۔ (۲)

مختصر یہ کہ معاجم وہ کتب ہوتی ہیں جن میں احادیث کو صحابہ رضی اللہ عنہم یا شیوخ یا شہروں کی ترتیب سے ذکر کیا جاتا ہے۔ ایسی کتب عموماً حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب ہوتی ہیں، جیسے امام طبرانی کی معاجم ثلاثہ۔ ان کی معجم کبیر اسماء صحابہ رضی اللہ عنہم پر، معجم اوسط غرائب شیوخ پر اور معجم صغیر اسماء شیوخ پر مرتب ہے۔ اس ترتیب میں حروف تہجی (معجم) کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

کتب معاجم کی تالیف کا آغاز وارتقاء

شروع شروع میں ''**المعجم** '' اس کتاب کو کہا جاتا تھا جس کے اندرونی مواد کو حروف تہجی کے لحاظ سے مرتب کیا جاتا۔ سب سے پہلے اس مفہوم میں ''معجم'' کی اصطلاح کو محدثین حضرات نے اسماء الرجال کی کتب میں استعمال کیا تا کہ ان کتب میں شامل ہزاروں ناموں کو ایسی ترتیب سے مرتب کر دیا جائے جس سے آسانی کے ساتھ مطلوب راوی کے حالات کو معلوم کیا جا سکے۔ اس سلسلے کی غالباً پہلی با قاعدہ کوشش امام بخاریؒ کی کتاب ''التاریخ الکبیر'' ہے جس میں انہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر اپنے عہد تک کے تقریباً چالیس ہزار راویوں کے حالات کو حروف معجم (أ، ب، ت، ث) کے لحاظ سے مرتب کیا ہے۔ (۳) اس کے بعد اس سلسلہ کی درج ذیل کتب معرض وجود میں آئیں:

① **معجم الصحابة**: اسے الجزیرہ کے ایک محدث أبویعلی أحمد بن علی بن هلال التمیمی الموصلی (م ۳۰۷ھ) نے تین رسائل میں باقاعدہ پہلی معجم کے طور پر تالیف کیا۔ (۴)

② **معجم الصحابة** : اسے أبو العباس محمد بن عبدالرحمن بن محمد الدغولی السرخسی (م ۳۱۵ھ) نے تألیف کیا۔ دغولی کی طرف ان کی نسبت ہے اور یہ سرخس کے رہنے والے ہیں۔ (۵)

③ **معجم الصحابة**: اسے مشہور عالم أبو القاسم عبدالله بن محمد بن عبدالعزیز البغوی (م ۳۱۷ھ) نے تصنیف کیا۔ اور ابوالقاسم عیسی بن الجراح نے اس کو روایت کیا (۶) مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس کا مخطوطہ مجموع نمبر ۹۴/۱۱ کے تحت موجود ہے...... (۷) علامہ ابن ندیم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے اسماء و حالات پر ابوالقاسم البغوی کے دو معاجم کا ذکر کیا ہے: "**المعجم الکبیر**" اور "**المعجم الصغیر**" (۸)

④ **معجم الشیخ** : اس کتاب کو ایک ثقہ عالم أبو سعید أحمد بن محمد بن زیاد بن بشر بن درهم البصری ثم المکی المعروف بابن الأعرابی (م ۳۴۰ھ) نے تالیف کیا۔ اس میں انہوں نے اپنے شیوخ و اساتذہ کے حالات لکھے ہیں۔ (۹)

⑤ **معجم الصحابة**: اسے أبو الحسین عبدالباقی بن قانع بن مرزرق الأموی (م ۳۵۱ھ) نے تالیف کیا اس معجم کا نسخہ مکتبہ ظاہریہ میں موجود ہے مجموع ۱۹۔ (۱۰)

⑥ **کتاب المعجم فی الأسامی**: اسے أبو بکر أحمد بن ابراهیم بن اسماعیل بن العباس الاسماعیلی الجرجانی الشافعی (م ۳۷۱ھ) نے تالیف کیا۔ (۱۱)

⑦ **معجم الشیوخ**: اسے أبو بکر محمد بن ابراهیم بن علی بن عاصم المقری الأصبهانی (م ۳۸۱ھ) نے تصنیف کیا۔ (۱۲)

⑧ **معجم الصحابة**: اس معجم کو ابن هلال أحمد بن علی الهمدانی الشافعی (م ۳۹۸ھ) نے تالیف کیا۔ قاضی ابن شیبہ نے اپنی تاریخ میں اس کتاب کی بڑی تعریف کی ہے۔ (۱۳)

⑨ **معجم الشيخ**: اسے أبو القاسم حمزه بن يوسف بن ابراهيم بن موسى السهمى (سهم بن عمرو مشہور قبیلہ کی طرف نسبت ہے) القريشى الجرجانى (م ۴۲۷ھ) نے مرتب کیا۔ یہ رسالہ قشیریہ کے مؤلف أبو القاسم القشيریؒ کے استاد ہیں۔ (۱۴)

⑩ **معجم ابن جُميع**: اس معجم کو أبو الحسين محمد بن أحمد بن محمد بن أحمد بن جميع النسائى الصيداوى (م ۴۰۲ھ) نے تألیف کیا۔ یہ ان شیوخ کے اسماء پر مشتمل ہے جن سے ابن جمیع نے کوئی حدیث اخذ کی ہے۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں اس معجم کا مخطوطہ موجود ہے، مجموع ۵۲۔ (۱۵)

۱۱۔ **معجم البلدان**: اسے أبوبكر أحمد بن موسى بن مردويه بن فورك الأصفهانى (م ۴۱۰ھ) نے مرتب کیا۔ یہ محدث، مفسر اور مؤرخ تھے۔ اس کا مخطوطہ آصفیہ ترکیا میں نمبر ۱/ ۵۹ کے تحت موجود ہے۔ اور جامعہ طہران ایران میں نمبر ۱۲/ ۲۹۶۱ کے تحت ہے جو ۱۳۵ اوراق پر مشتمل ہے۔ (۱۶)

۱۲۔ **ا لمعجم فى مشتبه أسامى المحدثين**: اس کو عبيد الله بن عبدالله بن أحمد بن محمد بن يوسف الهروى نے تالیف کیا۔ یہ ۴۳۸ھ میں زندہ تھے۔ (۱۷)

اسماء الرجال کے حوالے سے مذکورہ بالا کتب معاجم واضح طور پر دلالت کرتی ہیں کہ چوتھی صدی ہجری/ دسویں صدی عیسوی میں علماء نے معجم کے نام سے اور معجم کے اسلوب پر کتب مرتب کرنے میں خاص دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

جہاں تک احادیث نبویہ ﷺ کو معاجم کے اسلوب پر مرتب کرنے کا تعلق ہے تو مصادر سے پتہ چلتا ہے کہ حماد بن سلمہ (م ۱۶۷ھ) (۱۸) نے احادیث کے ایک مجموعے کو شیوخ کے اعتبار سے مرتب کر رکھا تھا۔ (۱۹)

پھر محدثین میں سے امام طبرانی (م ۳۶۰ھ) نے احادیث کو روایت کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم یا اپنے شیوخ (اساتذہ) کے اسماء کے تحت درج کیا اور اسماء کو حروف تہجی (أ ب ت ث .... الخ) کی ترتیب کے لحاظ سے مرتب کیا۔ گویا وہ پہلے محدث ہیں جنہوں نے معاجم کو حروف تہجی کے اعتبار سے تصنیف کیا۔

ابن عساکر کہتے ہیں:

''صنف الطبرانی المعجم الکبیر فی أسماء الصحابة ، والأوسط فی غرائب شیوخه ، والصغیر فی اسماء شیوخه''(۲۰)

پھر کہتے ہیں:

''کَانَ الطبرانی من فرسان هذا الشان مع الصدق والأمانة''۔(۲۱)

اس مقالہ میں امام طبرانی کی ان ہی معاجم ثلاثہ کے اسلوب کو بیان کیا گیا ہے:

امام طبرانی کا مختصر تعارف

امام طبرانی شامی کی کنیت ابوالقاسم اور نام سلیمان بن أحمد بن ایوب ہے۔ یہ ملک شام کے شہر عکہ میں ماہ صفر ۲۶۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۸/ ذی قعدہ ۳۶۰ھ میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ ان کا اصلی وطن طبریہ ہے جو اردن کے قریب واقع ہے۔ مگر آخر میں انہوں نے اصبہان میں مستقل سکونت اختیار کر لی تھی۔ ۲۷۳ھ میں انہوں نے حدیث کا سماع شروع کر دیا۔ اور تحصیل علم کے لیے شام کے شہروں کے علاوہ، حرمین، یمن، بغداد، کوفہ اور بصرہ وغیرہ کا سفر کیا۔ انہوں نے جن اساتذہ اور مشائخ سے استفادہ کیا ان کی تعداد ایک ہزار سے بھی زیادہ ہے۔ احادیث کی تحصیل میں سخت مشکلات اور پریشانیوں کا سامنا کیا۔ اپنی راحت و آرام کو بالائے طاق رکھ کر تیس سال تک بوریہ (چٹائی) پر سوتے رہے یعنی مسلسل سفر میں رہے۔ حفظ وضبط اور ثقاہت واتقان میں امام طبرانی کا مرتبہ بہت بلند تھا۔ علل حدیث اور علم الرجال کے بہت ماہر تھے۔ علم حدیث میں وسعت اور کثرت روایت میں یکتا اور منفرد تھے۔(۲۲)

جہاں تک امام طبرانیؒ کے علمی مقام و مرتبے کا تعلق ہے تو اس پر ان کی مختلف النوع موضوعات میں تالیف کردہ کتب واضح طور پر دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے کچھ کے نام یہ ہیں۔(۲۳)

المعجم الکبیر، المعجم الأوسط، المعجم الصغیر، مسند العشرة ثلاثون جزء ا، مسند الشامیین عشرة اجزاء(۲۴)، کتاب النوادر عشرة اجزاء، کتاب معرفة الصحابة ﷺ ، الفوائد عشرة اجزاء، مسند أبی هریرةؓ، مسند عائشة رضی الله عنها، مسند أبی ذر الغفاری جزء ان، کتاب

التفسير، كتاب مسانيد تفسير بكر بن سهل، كتاب دلائل النبوة عشرة اجزاء، كتاب الدعاء عشرة اجزاء(٢٥)،كتاب السنة عشرة اجزاء ، كتاب الطوالات ثلاثة اجزاء(٢٦)،كتاب العلم جزء، كتاب الرؤيا جزء، كتاب الجود والسخاء جزء(٢٧)، كتاب الأوائل جزء(٢٨)،كتاب الأبواب جزء، كتاب فضائل شهر رمضان، كتاب الفرائض من السنن المسندة، كتاب فضائل العرب جزء، كتاب فضائل علىﷺ، كتاب بيان كفر من قال بخلق القرآن جزء، كتاب الرد على المعتزلة جزء، كتاب الرد على الجهمية، كتاب مكارم الاخلاق جزء (٢٩)، كتاب العزل جزء، كتاب الصلاة على النبىﷺ جزء، كتاب المناسك،كتاب كتب النبىﷺ جزء، كتاب القرأة خلف الامام جزء، كتاب الغسل جزء، حديث الثورى عشرة اجزاء، مسند الأعمش، مسند الأوزاعى، من روى عن الزهرى عن انس جزء، مسند يحيىٰ بن أبى كثير،مسند مالك بن دينار، مسند حمزة الزيات، مسند مسعر بن كدام، مسند أبى سعد البقال، طرق حديث من كذب على جزء (٣٠) ، كتاب نسب النبىﷺ و صفة الخلفاء،كتاب وصية النبىﷺ، كتاب لأبى هريرة ﷺ ، مسند محمد بن عجلان، مسند حمزة بن جندب بن الزيات، احاديث الأوزاعى وأبى عمرو بن العلاء، مسند زياد بن ابى زياد الجصاص،مسند يونس بن عبيد ، كتاب الأشربة، كتاب الطهارة اور كتاب الأمارة۔

❶ المعجم الکبیر کا تعارف واسلوب

امام طبرانی کی المعجم الکبیر حدیث کی ایک بہت بڑی کتاب ہے اس کے متعلق ابن دِحیہ (م ۶۳۳ھ) (۳۱) فرماتے ہیں:

''هو أكبر معاجم الدنيا و اذا اطلق فی كلا مهم المعجم فهو المراد و اذا اريد غيره قُيّدَ''۔(۳۲)

(یہ دنیا کا سب سے بڑا معجم ہے اور جب محدثین کے کلام میں مطلقاً معجم بولا جائے تو یہی مراد ہوتا ہے اور اگر کوئی دوسرا معجم مراد ہو تو اس کے ساتھ قید کا اضافہ کیا جاتا ہے)۔

اس کی اہمیت وافادیت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسے کتب حدیث کے طبقات میں سے تیسرے درجہ کی کتب میں شمار کیا ہے۔(۳۳)

موضوع

معجم کبیر کا موضوع ہے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرنے والے مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک کی ایک حدیث یا دو حدیثوں یا تین حدیثوں یا اس سے زیادہ حدیثوں کی تخریج کرنا۔ اور اس میں ان کی کثرت روایات یا قلت روایات کا لحاظ رکھنا۔ ان میں سے جو قلیل الروایات ہیں ان کی جملہ روایات کی تخریج کرنا۔(۳۴)

تعداد روایات

حاجی خلیفہ لکھتے ہیں کہ معجم کبیر کی احادیث کی تعداد ۲۵۰۰۰ (پچیس ہزار) ہے (۳۵) حمدی عبد المجید سلفی کی تحقیق کے ساتھ جو معجم مطبوع ہوا ہے اس میں احادیث کی تعداد ۲۱۵۴۷ (اکیس ہزار پانچ سو سنتالیس) ہے اور یہ تعداد کم ہے کیونکہ معجم کے اصل مخطوطے سے کچھ اجزاء رہ گئے ہیں جن کی تعداد ۱۳ سے ۱۶ تک ہے۔ اسی طرح جزء نمبر ۲۱ بھی رہ گیا ہے۔(۳۶)

اسلوبِ ترتیب

امام طبرانی نے اپنی معجم کبیر کو مسانید صحابہ رضی اللہ عنہم پر مرتب کیا ہے اور ان کے ناموں کو مرتب کرنے میں حروف تہجی کی ترتیب کا لحاظ رکھا ہے۔ معجم کا آغاز عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سے کیا ہے تا کہ دوسروں کو ان پر تقدم و فوقیت حاصل نہ ہو سکے۔ انہوں نے مسانید صحابہ رضی اللہ عنہم کو قبائل کے اعتبار سے بھی مرتب کیا ہے اور ہر قبیلہ کے راویان کو حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ ہر ایک راوی نے ایک، دو، تین یا اس سے زیادہ احادیث کو روایت کیا ہے۔ ایسا انہوں نے راویات کی کثرت اور قلت کی وجہ سے کیا ہے جہاں تک مقلین کا تعلق ہے تو امام طبرانی نے ان کی سب روایتوں کی تخریج کردی ہے (۳۷) امام طبرانی نے اس معجم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مسند کو شامل نہیں کیا ہے کیونکہ اسے انہوں نے الگ تحریر کیا ہے۔ (۳۸)

واضح رہے کہ معجم کبیر کتب مسانید کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ علماء نے پہلے ہی سے متعدد مسانید مرتب کر رکھی ہیں جیسے مسند احمد بن حنبل وغیرہ۔ (۳۹)

❷ المعجم الأوسط کا اسلوب

حدیث میں امام طبرانی کی دوسری معروف و مشہور کتاب ''المعجم الأوسط'' ہے۔ اس میں انہوں نے اپنے تقریباً دو ہزار شیوخ کے نام درج کیے ہیں۔ اس معجم کی احادیث کی تعداد تقریباً ۱۲۰۰۰ (بارہ ہزار) ہے۔ ان احادیث میں صحیح، حسن، ضعیف حتیٰ کہ موضوع نوعیت کی احادیث بھی شامل ہیں۔ (۴۰)

امام ذہبی کہتے ہیں: ''فیه کل نفیس و عزیز و منکر'' (۴۱) (یعنی اس کتاب میں نفیس، عزیز اور منکر ہر قسم کی احادیث ہیں)۔ واضح رہے کہ بہت ساری احادیث جو معجم اُوسط میں تو ہیں مگر وہ معجم کبیر میں نہیں ہیں۔ اسی طرح بہت ساری احادیث جو معجم کبیر میں تو موجود ہیں مگر وہ معجم اُوسط میں موجود نہیں ہیں۔ جبکہ احادیث کی خاصی تعداد میں دونوں معاجم مشترک ہیں۔ یہ حقیقت مجمع الزوائد کے مطالعہ سے عیاں ہوتی ہے۔ (۴۲)

یہ معجم ڈاکٹر محمود الطحان کی تحقیق کے ساتھ بارہ جلدوں میں کلیۃ المعارف ریاض سے پہلی بار ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

میں چھپ چکی ہے۔ شاید ہی کوئی مکتبہ ایسا ہو جس میں یہ معجم نہ ہو۔

امام طبرانی نے'' **المعجم الأوسط** '' کو اپنے شیوخ کے اسماء کے مطابق مرتب کیا اور ہر شیخ کی سند سے کئی روایات نقل کی ہیں۔ کبھی ان کی تعداد پچاس روایات سے تجاوز کر جاتی ہے اور کبھی چند ایک احادیث مروی ہوتی ہیں ۔امام طبرانی کے اس نوعیت کے اسلوب کو اپنانے کے کئی اسباب ہیں:

ان میں سے ایک سبب یہ ہے کہ ایک شیخ سے بسا اوقات زیادہ احادیث بھی مروی ہوتی ہیں اور کم بھی۔

دوسرا سبب یہ ہے کہ امام طبرانی خاص مقصد کے حصول کی خاطر احادیث ذکر کرتے ہیں، جیسے کسی راوی کے اس تفرد (انفرادیت) کو بیان کرنا جو اسے دوسرے راویوں سے منفرد کرتا ہو۔ اسی لیے وہ ہر ایک حدیث نقل کرنے کے بعد یوں فرماتے ہیں:''لم یروہ عن فلان الا فلان ''(یعنی اس حدیث کو فلاں راوی سے صرف فلاں راوی نے ہی روایت کیا ہے)''تفرد به فلانٌ ''(۴۳)(فلاں راوی اس حدیث کو روایت کرنے میں منفرد ہیں)

پس امام طبرانی **المعجم الأوسط** میں اپنے ہر شیخ کی غریب نوعیت کی احادیث کو روایت کرتے ہیں۔اس وجہ سے یہ کتاب حقیقت میں ''کتاب غرائب ''(یعنی غریب احادیث کی کتاب) بن گئی ہے۔ گویا یہ معجم صرف ان احادیث کے لیے مختص ہے جو بعض راویوں کو بعض سے منفرد کر دیتی ہیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی احادیث کو'' نسبی غریب'' احادیث کہتے ہیں۔ یہ کتاب امام دارقطنی کی ''کتاب الأفراد'' جیسی ہے۔(۴۴)

اس کتاب کی تالیف وترتیب میں امام طبرانی نے جس طرح کا اسلوب ومنہج اپنایا اس سے ان کی فضیلت، احادیث اور ان کے طرق کے بارے میں وسعت معلومات اور متعدد اسانید (طرق) میں فرق وامتیاز کرنے کی اہلیت کے ساتھ ساتھ ان کے ماہر فن ہونے کا واضح ثبوت ملتا ہے۔ انہوں نے اس معجم کو بہت محنت ومشقت سے تیار کیا تھا۔ اسی لیے فرمایا کرتے تھے:''ھذا الکتاب روحی ''۔(یہ کتاب میری جان ہے)۔(۴۵)

المعجم الأوسط میں ادائے حدیث کا جہاں تک تعلق ہے تو اس کے لیے امام طبرانی نے ان الفاظ کو استعمال کیا ہے:''نا'' یا'' ثنا '' کو'' حدثنا '' کے لیے'' أنا '' کو'' أخبرنا '' کے لیے اور'' **حدثنا فلان حدثنا فلان** '' کو'' **حدثنا فلان قال حدثنا فلان** '' کے لیے۔ (۴٦)

③ المعجم الصغیر اور اس کا اسلوب تدوین وترتیب

اسلوبِ ترتیب اور تعداد شیوخ واحادیث

امام طبرانیؒ کی ''المعجم الصغیر''ایک جلد میں ہے۔ یہ حدیث کی بہت مفید اور نفع بخش کتاب ہے۔ اسی وجہ سے کافی مقبول ومتداول ہے۔ المعجم الأوسط کی طرح اسے بھی امام طبرانی نے شیوخ (اساتذہ) کے ناموں پر مرتب کیا ہے اور ناموں کی ترتیب میں حروف تہجی (الف، ب، ت...الخ) کا لحاظ رکھا ہے۔ اس معجم میں انہوں نے اپنے ایک ہزار سے کچھ زیادہ اساتذہ کی مرویات کو اس طرح جمع کیا ہے کہ کسی استاد سے ایک اور کسی سے دو احادیث نقل کی ہیں اسی وجہ سے اس کی احادیث کی تعداد اسناد سمیت ۱۵۰۰ (ایک ہزار پانچ سو) بتائی گئی ہے (۴۷) مگر عبدالجبار کی تحقیق کے مطابق المعجم الصغیر میں امام طبرانی کے شیوخ کی تعداد ۱۰۹۶ ہے اور احادیث کی کل تعداد ۱۱۹۰ ہے۔(۴۸) المعجم الصغیر کو ''المعجم الأصغر'' بھی کہتے ہیں لیکن اول الذکر ہی مشہور نام ہے۔(۴۹)

فقہاء ومحدثین کے اقوال کا ذکر

امام طبرانی اپنی معجم صغیر میں فقہاء کے اقوال اور محدثین کی آراء ذکر کرتے ہیں اور خود بعض احادیث کی اس طرح توضیح کرتے ہیں جن سے کسی خاص مسلک کی تائید ہوتی ہے، مثلاً ایک حدیث ہے:

((عَنِ اِبْنِ عَبَّاسٍ رضی الله عنه أَنَّ النبیَّ ﷺ قَالَ : " يَا بَنِي عَبْدِ مَنَافٍ، يَا بَنِي عَبْدُ الْمُطَّلِبِ اِنْ وَلِّيْتُمْ هَذَاالْأَمْرَ فَلَا تَمْنَعُوْا أَحَدًا طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أَنْ يُصَلِّيَ أَيَّةَ سَاعَةٍ شَآءَ مِنْ لَيْلٍ أَوْنَهَارٍ))

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اے بنی عبد مناف، اے بنی عبد المطلب اگر یہ کام تمہارے سپرد کر دیا جائے تو خانہ کعبہ کا طواف کرنے والے کسی شخص کو رات اور دن کے کسی حصہ میں نماز پڑھنے سے منع نہ کرنا''۔

امام طبرانیؒ اس روایت کی توضیح یوں کرتے ہیں:

يعنى الركعتين بعد طواف السبع أن يصلى بعد صلاة الصبح قبل طلوع الشمس و بعد صلاة العصر قبل غروب الشمس وفى كل النهار۔(۵۰)

''نبی اکرم ﷺ کی مراد سات پھیرے طواف کے بعد کی دو رکعتوں سے ہے کہ وہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب سے پہلے اور عصر کی نماز کے بعد غروب سے پہلے اور اسی طرح دن کے ہر حصہ میں پڑھی جا سکتی ہیں۔ گویا جن اوقات میں نماز پڑھنے سے روکا گیا ہے ان میں بھی ان کو پڑھ لینے میں کوئی حرج نہیں ہے''۔

روایات اور راویوں کے بارے میں تصریحات

امام طبرانی روایات اور راویوں کے متعلق مختلف النوع تصریحات کرتے ہیں، مثلاً:

① اگر کسی راوی سے کوئی مسند حدیث روایت ہو تو اسے روایت کرنے کے بعد یوں صراحت کرتے ہیں:

"ولا نحفظ لعبد الله بن أبی أحمد حديثا مسنداغير هذا "۔(۵۱)

(اس مسند حدیث کے علاوہ ہم عبداللہ بن اُحمد کی اور حدیث کو محفوظ نہیں کرتے ہیں)۔

" لَمْ يَرْوِ مَنْصُورُ بْنُ دِينَارٍ عن نافِعٍ حديثا مسندا غير هذا"۔(۵۲)

" لم يرو بُرْدَنُ بْنُ أَبِى النصر حديثا مسندا غير هذا الحديث"۔(۵۳)

② اگر کوئی راوی ثقہ ہو تو اس کی ثقاہت کی تصریح کر دیتے ہیں اور ساتھ ہی اس کا نام بھی بتا دیتے ہیں، مثلاً:

❖ ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں: " تفرد به أبو سعيد مولى بنى هاشم و هو ثقة و اسمه عبدالرحمن بن عبيدالله "۔(۵۴)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں:'' تفرد به النضر بن سعيد و كان ثقةً "۔(۵۵)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں: " لم يُسْنِدُ دَاوُدُ بْنُ أبى القَصَّاقِ حديثاً غير هذا وهو بصرى من الثقات الصالحين"۔(۵۶)

❖ ایک اور روایت کے بعد لکھتے ہیں: '' و معروف بصری ثقة ''۔(۵۷)

③ اگر کوئی حدیث مرفوع ہو تو وہ اس کے رفع کو بیان کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں: ''لَمْ يَرْوِهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلْمَةَ مرفوعاً الا اللاحقی ''۔(۵۸)

④ اپنی معجم صغیر میں وہ راوی کے تفرد کی صراحت کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے آخر میں لکھتے ہیں: '' تفرد به اِبْنُ ذِیْ حِمَايَةٍ و كان من ثِقَاتِ المسلمين ''(۵۹) پوری معجم صغیر میں تقریباً ہر ایک روایت کے بعد یہ جملہ موجود ہے: ''تفرد به فلان، تفرد به فلان ''۔

⑤ اگر کسی راوی نے صرف ایک ہی سند سے کوئی حدیث روایت کی ہو تو وہ اس کی یوں صراحت کر دیتے ہیں: '' لَا يُرْوَى عن ابن مسعود الا بهذا الأسناد ''(۶۰) '' لا يروى عن عَمْرٍ و الا بهذا الأسناد '' (۶۱) پوری معجم صغیر میں اس طرح کی عبارتیں بکثرت موجود ہیں۔

⑥ اگر سند میں کسی راوی کی صرف کنیت موجود ہو تو وہ روایت کے بعد اس کے نام کو بتا دیتے ہیں، مثلاً: ایک روایت کے بعد لکھتے ہیں: "تفرد به أبو سعيد اسمه عبدالرحمن بن عبيدالله..."۔(۶۲)

⑦ اگر سند میں کسی راوی کا نام موجود ہو تو وہ روایت کے آخیر میں اس کی نسبت کو یوں ظاہر کر دیتے ہیں: " يونس بن خباب (الكوفی) " (۶۳) " محمد بن الفرج (البغدادی) "۔(۶۴)

⑧ اسی طرح وہ راوی کے لقب کو بھی بیان کر دیتے ہے، مثلاً: ایک روایت کے بعد راوی ابوسعید کے بارے میں لکھتے ہیں: '' و أبو سعيد التميمی يلقب عقيصاً كوفی ''۔(۶۵)

⑨ اگر کسی راوی کے نسب نامے میں ابہام ہو تو امام طبرانی اسے دور کر دیتے ہیں، مثلاً: ایک حدیث کی سند میں ''فاطمة بنت قيس '' کے متعلق روایت بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: " وَفَاطِمَةُ بِنْتُ قَيْسٍ هَذِهِ هِيَ فَاطِمَةُ بِنْتُ أَبِی حُبَيْشٍ، واسم أبی حبيش " قَيْسٌ "، وليست بفاطمة بنتِ قيس اَلْفِهْرِيَةِ الَّتِی رَوَتْ قِصَّةَ طَلَاقِهَا"۔ (۶۶)

اسی طرح ایک روایت کے بعد اس کے ایک راوی ''عبدالرحمن بن اسحاق المدنی '' کے بارے

میں لکھتے ہیں: " وأهل المدينة يسمو نه عِبَادَ بْنَ اسحاق، وقوم يسمو نه عَبْدَ الرحمن ، والصواب من سماه عبدالرحمن "۔ (٦٧)

⑩ اگر کوئی راوی تابعین میں سے ہوتو وہ اس کی تابعیت کی صراحت کر دیتے ہیں، مثلاً: أبو السوار العدوی کے متعلق حدیث بیان کرنے کے بعد لکھتے ہیں: " أبو السوار من خيار المسلمين من كبراء تابعی البصرة"۔ (٦٨)

⑪ اسی طرح وہ کسی راوی کے صحابی ہونے کا بھی ذکر دیتے ہیں، جیسے ایک راوی ''جفشیش '' کے بارے میں لکھتے ہیں: " لا يروى هذا لحديث الا عن جفشيش وله صحبة ، وهو الذی خاصم الأشعث بن قيس الى النبیؐ فی الأرض فنزلت فيهما هذه الآية :

﴿اِنَّ الَّذِيْنَ يَشْتَرُوْنَ بِعَهْدِ اللّٰهِ وَاَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيْلاً... الآية﴾ [آل عمران (٣):٧٧](٦٩)

⑫ امام طبرانی کا ایک اسلوب یہ ہے کہ جس مقام اور سنہ میں جو روایت سنی یا لکھی گئی تو وہ کہیں کہیں اس کا ذکر کر دیتے ہیں، مثلاً:

حدثنا أحمد . . . الخوارزمی ببغداد سنة ٢٨٧ھ سبع و ثمانين و مائتين۔(٧٠)

حدثنا ابراهيم . . . بمدينة قيسارية سنة ٢٧٥ھ خمس وسبعين ومائتين۔(٧١)

حدثنا ابراهيم... بصنعاء سنة ٢٨٤ھ اربع و ثمانين و مائتين۔ (٧٢)

تشریح احادیث

امام طبرانی کا ایک اسلوب یہ بھی ہے کہ وہ بسا اوقات حدیث کی تشریح کرنے کا بھی اہتمام کرتے ہیں، مثلاً

① عن أبی هريرة رضی الله عنه عن النبیؐ قال : " أَتاكُمْ أهلُ اليَمَنِ ، هم أَرَقُّ اَفْئِدَةٍ، الايمان يمانٍ ، والحكمة يمانيةٌ ، والعفة يمان ''(آپ کے پاس یمن والے آئے وہ دل کے بہت نرم ہیں۔ حکمت اور عفت یمانی ہے)

اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں: ''وفسر هذا الحديث أهلُ العلم فقال بعضهم ارادبه الأنصارَ خاصةً ، وقال بعضهم أراد قبائل اليمن عامةً (۷۳) (بعض اہل علم اس حدیث کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں کہ بعض نے کہا کہ اس سے مراد انصار ہیں اور بعضوں نے کہا کہ اس سے یمن کے عام قبائل مراد ہیں)۔

② قال رسول الله ﷺ: '' لا تَسُبُّوا الأموات فتؤ ذوابه الأحياء''۔(مردوں کو گالی مت دو کیونکہ (اس کے نتیجہ میں)تم زندوں کو ایذاء دو گے)۔اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں:''عَنَى النبيَّ الكفار الذين اسلم اولادَهُمْ''۔ (۷۴)

③ عن ابن عمر أن النبيَّ قَالَ لِرَجُلٍ:'' تَنَقَّهُ (۷۵) وَتَوَقَّهُ ''۔اس حدیث کے بعد امام طبرانی فرماتے ہیں:''ومعنى هذالحديث عند نا والله أعلم : أنه قال تَنَقَ الصديق وَاحْذَرْهُ و بلغني عن بعض أهل العلم أنه فسره بمعنى آخر قال: معناه اتَّق الذُّنوبَ وَاحْذَرْ عُقُوبَتَها ''(گناہوں سے بچتے رہنا اور عذاب سے ڈرتے رہنا)۔(۷۶)

مختصر یہ کہ امام طبرانی نے اپنی معجم صغیر کو اپنے شیوخ کے اسماء پر حروف تہجی کے اعتبار سے مرتب کیا ہے اور ہر ایک شیخ سے ایک ایک یا دو دو روایات نقل کی ہیں۔انہوں نے صرف روایات ہی کو نقل نہیں کیا ہے بلکہ ایک ماہر فن کی حیثیت سے ان کے اسناد اور متون پر گفتگو بھی کی ہے۔

حواشی وحوالہ جات

۱۔ دیکھئے : الصَّحَاح (تاج اللغة وصَحَاحُ العَرَبية)،أبو نصر اسماعيل بن حماد الجوهری الفارابی(م۳۹۸ھ) ،۱۲۰۷/۴، طبعة جديدة ملونة ، داراحياء التراث العربی بيروت – لبنان الطبعة الأولی:۱۴۱۹ھ-۱۹۹۹م،كشف الظنون عن أسامی الكتب والفنون ، ملاكاتب چليپی مصطفی بن عبدالله المعروف به حاجی خليفه (م۱۰۶۷ھ) ،۱۷۳۴/۲، مكتبة المثنی بغداد، آفسٹ فوٹو استنبول ،س– ن ،لسان العرب بذیل مادہ عجم :۶۹/۹، كشاف اصطلاحات الفنون الشيخ القاضی العلامة محمد أعلی بن علی الفاروقی التهانویؒ (م۱۱۹۱ھ-۱۷۷۷ھ) ،۱۰۴۶/۲،سہیل اکیڈمی ، لاہور باکستان ، س ن. یادرہے کہ ابتداء میں حروف پر نقطے نہیں تھے اوران کا باہمی التباس ،خاص طور پر غیر عربوں (عجمیوں) کے لیے باعث تشویش تھا۔حروف پر نقطے ان کی آسانی کے لیے لگائے گئے۔اسی بنا پر معجم کا اشتقاق لفظ ''عجم'' سے کیا گیا(اردو دائرہ معارف اسلامیہ:۳۴۱/۲۱)۔

۲۔ فوائد جامعہ برعجالہ نافعہ،شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ،۱۶۱، ۱۶۲،شارح :مولانا محمد عبدالحلیم چشتی ،نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، ط اول:۱۳۸۳ھ-۱۹۶۴ء ، نقلاً عن فهرس الفهارس والأثبات ومعجم المعاجم والمشيخات والمسلسلات، مولانا عبدالحی بن شمس الآفاق ،۴۱/۲، طبع بالمطبعة الجديدة بالطالعة ، عدد۱۱، ۱۳۴۶ھ ،نیز دیکھئے: الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، العلامة محمد بن جعفر الكتانیؒ (م۱۳۴۵ھ)،۱۰۱، دارالكتب العلمية بيروت، الطبعة الأولی:۱۳۳۲، مقدمة تحفة الأحوذی شرح جامع الترمذی، الامام الحافظ أبو العلی محمد عبدالرحمن بن عبدالرحيم المبار كفوری(۱۳۵۳ھ)،۶۶/۱، ۶۷،تحقيق: عبدالرحمن محمد عثمان ، المكتبة السلفية بالمدينة المنورة، ت ن ،أصول التخريج و دراسة الأسانيد، الدكتور محمود الطحان،۴۵، مقام طبع وتاریخ طبع غیر مکتوب۔

۳۔ دیکھئے: فهرست التاريخ الكبير، أمام محمد بن اسماعيل البخاریؒ (م۲۵۶ھ)، دارالكتب العلمية ، بيروت،س–ن۔

۴۔ تذكرة الحفاظ، الامام شمس الدين محمدبن أحمدبن عثمان الذهبی(م۷۴۸ھ)،۱۱۹/۲(۷۲۶)، دار الكتب العلمية بيروت–لبنان،الطبعة الأولی:۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م،تاريخ التراث العربی ، فواد سزگين ، ۲۷۲/۱، نقله الی العربية : الدكتور محمود فهمی حجازی و الدكتور فهمی أبو الفضل ، الهيئة المصرية العامة للكتاب ،۱۹۷۷م۔

۵۔ الرسالة المستطرفة،محولہ بالا:۱۰۲۔

۶۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۲۸۰۔

۷۔ ایضاً۔

۸۔ الفهرست ، ابن الندیم ، أبو الفتح محمد بن اسحاق الندیم البغدادیؒ (م۳۸۵ھ)،۳۲۵، دارالمعرفة بیروت – لبنان ، س ن۔

۹۔ الرسالة المستطرفة، محولہ بالا :۱۰۲۔

۱۰۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۳۰۵ ، بستان المحدثین (فارسی،اردو)،شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (م۱۲۳۹ھ)، ۲۲۵،ترجمہ:مولانا عبدالسمیع دیوبندی،ایچ ایم سعید کمپنی کراچی،۱۹۹۳ء۔

۱۱۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۳۲۹، تاریخ الأدب العربی ، کارل بروکلمان ،۱/۲۷۵، دارالمعارف القاهرة، الطبعة الخامسة،س—ن ،بستان المحدثین،محولہ بالا:۱۴۴۔

۱۲۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۳۲۵۔

۱۳۔ کشف الظنون،محولہ بالا :۲/۱۷۳۶۔

۱۴۔ الرسالة المستطرفة،محولہ بالا :۱۰۳۔

۱۵۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۳۶۶،بستان المحدثین،محولہ بالا :۲۲۴۔

۱۶۔ ایضاً:۱/۳۷۵۔

۱۷۔ تاریخ التراث العربی،محولہ بالا :۱/۳۸۹۔

۱۸۔ امام حماد بن سلمۃ بن دینار بصری کی کنیت أبوسلمہ ہے۔ یہ بصرہ کے رہنے والے مشہور حافظ حدیث ہیں۔انہوں نے بصرہ میں سعید بن أبی عروبہ (م ۱۵۶ھ) کے ساتھ علم حدیث میں متعدد کتابیں تصنیف کیں (التاریخ الکبیر،محولہ بالا :۳/۲۲، تذکرة الحفاظ،محولہ بالا :۱/۱۵۱، البدایة والنهایة، حافظ عماد الدین أبو الفداء اسماعیل بن عمر المعروف بابن کثیر(م۷۷۴ھ)،۱۰/۱۵۰، مکتبة المعارف بیروت، الطبعة الثانیة ،۱۹۷۸م، تهذیب التهذیب،ابو الفضل الحافظ محمد بن حجر العسقلانیؒ (۸۵۲ھ)،۳/۱۱، دائرة المعارف النظامیة ، حیدر آباد، دکن ،۱۳۲۵ھ۔

۱۹۔ سیر أعلام النبلاء ، الحافظ أبو عبدالله شمس الدین محمد بن أحمد بن عثمان الذهبیؒ (م۷۴۸ھ)،۱۱/۹۹،مؤسسة الرسالة ، الطبعة الثانیة :۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲م۔

۲۰۔ بلغة القاضی والدانی فی تراجم شیوخ الطبرانی ، الراجی عفوربه الباری حماد بن محمد

الأنصاری،:۱/۷، مکتبة الغرباء الأثریة المدینة المنورة، الطبعة الأولی:۱۴۱۵ھ-۱۹۹۵م،مقدمة تحفة الأخوذی (الفصل السادس عشر)،محولہ بالا،۱/۹۷۔

۲۱۔ بلغة القاضی،محولہ بالا:۱/۷۔

۲۲۔ تفصیلات کے لیے دیکھئے:تذکرة الحفاظ،محولہ بالا:۳/۸۵(۸۷۵،سیر أعلام النبلاء،محولہ بالا:۳/۱۸۱،وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، القاضی شمس الدین أبو العباس أحمد بن محمد المعروف بابن خلّکان (۶۸۱ھ)،۲/۲۱۵ ، دارالصادر ، بیروت–لبنان ، س–ن، النجوم الزاهرةفی ملوك مصر والقاهرة ، ابن تغری بردی ،۴/۵۹، قدم له و علق علیه محمد حسین شمس الدین، دارالکتب العلمیة بیروت– لبنان ،الطبعة الأولی:۱۴۱۳ھ،البدایة والنهایة،محولہ بالا:۱۱/۲۷۰، طبقات المفسرین ، الحافظ شمس الدین محمد بن علی بن أحمد الداوودی(م۹۴۵ھ)،۱/۱۹۸،دارالکتب العلمیة بیروت –لبنان ، س ن، المنتظم فی تاریخ الامم والملوك،الامام أبو الفرج عبدالرحمن بن علی بن محمد ابن الجوزی(م۵۹۷ھ)، ۵۴/۴، تحقیق : محمد عبدالقادر عطا ومصطفیٰ عبدالقادر عطا، دارالکتب العالیة بیروت– لبنان ، الطبعة الأولی :۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲م،بستان المحدثین،محولہ بالا:۱۳۹،۱۴۰، ۱۴۲، الروض الدانی الی المعجم الصغیر للطبرانی،۱/۱۰، تحقیق : محمد شکور محمود الحاج، المکتب الاسلامی بیروت لبنان ، الطبعة الأولی : ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵م،المعجم الأوسط، الامام الحافظ الطبرانی (م۳۶۰ھ)،۱/۹ ،تحقیق : الدکتور محمود الطَّحّان ، مکتبة المعارف– الریاض ، الطبعة الأولی:۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵م،بلغة القاضی الدّانی فی تراجم شیوخ الطبرانی ،محولہ بالا:۱/۷۔

۲۳۔ جزء فیه ذکرأبی القاسم سلیمان بن أحمد بن ایوب الطبرانی مطبوع مع المعجم الکبیر:۲۵/۳۵۹ تا ۳۶۵ ،تذکرة الحفاظ،محولہ بالا:۳/۸۵،۸۶، هدایة العارفین أسماء المؤلفین والمصنفین ، اسماعیل باشا البغدادی ،۱/۳۹۶، مکتبة المثنی بغدادی،س–ن ، فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ،محولہ بالا:۸۰،۸۱۔

۲۴۔ اس مسند کے دو قلمی نسخوں کی نقلیں حمدی عبدالمجید سلفی کے پاس موجود ہیں۔ان میں سے ایک مخطوطہ پاکستان میں محب اللہ شاہ کے مکتبہ میں ہےاور دوسرا مخطوطہ،جو کہ پہلے مخطوطہ کی نقل ہے،محب اللہ شاہ کے بھائی بدیع الدین شاہ صاحب کے مکتبہ میں موجود ہے(المعجم الکبیر،محولہ بالا:۲۵/۳۶۰ (حاشیہ نمبر۱۹)۔

۲۵۔ استنبول میں اس کتاب کا ایک قلمی نسخہ سلیم آغا نمبر ۲۲۹ کے تحت موجود ہے۔جامعۃ ام القری مکۃ المکرّمۃ کے شعبہ قرآن وسنت میں پروفیسر سید صقر کے زیر نگرانی محمد سعید حسن نے اس پر تحقیق کر کے پی-ایچ-ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے(سابق حوالہ، حاشیہ نمبر۲۰)۔

۲۶۔ یہ کتاب طویل عبارت کی احادیث پر مشتمل ہے۔ حمدی عبدالمجید سلفی نے اس پر تحقیق کی ہے اور المعجم الکبیر جلد نمبر ۲۵ کے ساتھ اس کتاب الطّوالات کا ایک حصہ طبع ہو چکا ہے (سابق حوالہ: ۳۶۱، حاشیہ نمبر ۲۱)۔

۲۷۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں کتاب المکارم و ذکر الأجواد کا حصہ دوم موجود ہے۔ مجموع ۴۶ (ق ۱۴۳-۱۵۵)۔ (سابق حوالہ، حاشیہ نمبر ۲۲)۔

۲۸۔ کتاب الأوائل کا ایک نسخہ برطانیہ کے عجائب گھر میں ہے۔ ۴۰۴ مخطوطات شرقیہ نمبر ۱۵۳۰/۲ کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ حاشیہ نمبر ۲۳)۔

۲۹۔ اس کتاب پر پروفیسر ڈاکٹر فاروق حمادہ نے تحقیق کی ہے اور اس کی احادیث کی تخریج بھی کی ہے۔ لیکن یہ ناقص ہے۔ مکارم الاخلاق الاول کا اختصار مکتبہ ظاہریہ میں حدیث نمبر ۱۶۴ اق کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ حاشیہ نمبر ۲۴)۔

۳۰۔ طرق حدیث من کذب ... کا مخطوطہ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں مجموع نمبر ۸۱ (ق ۲۷-۲۹) کے تحت موجود ہے (سابق حوالہ: ۳۶۳، حاشیہ نمبر ۲۵)۔

۳۱۔ امام ابن دِحیہ کلبی اندلسی کی کنیت ابوالخطاب اور نام عمر بن حسن بن علی ہے۔ یہ اندلس کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور عالم ہیں۔ انہیں حدیث میں بصیرت تامہ حاصل تھی (العبر، محولہ بالا: ۱۳۴/۵، ۱۳۵، البدایة والنهایة، محولہ بالا: ۱۴۴/۱۲، ۱۴۵، تذکرة الحفاظ، محولہ بالا: ۱۴۳/۴ (۱۱۳۶)، لسان المیزان، الحافظ محمد بن علی بن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ)، ۲۹۲/۴، موسسة الأعلمی بیروت، س-ن، النجوم الزاهرة، محولہ بالا: ۲۹۶/۶، شذرات الذهب، محولہ بالا: ۱۶۰/۵، ۱۶۱۔

۳۲۔ الرسالة المستطرفة، محولہ بالا: ۱۰۱۔

۳۳۔ حجة الله البالغة، شاه ولی الله محدث دهلویؒ (م ۱۱۷۶ھ)، ۳۲۸/۱ المکتبة السلفیة، لاهور، س-ن۔

۳۴۔ المعجم الکبیر (مقدمة)، محولہ بالا: ۳/۱۔

۳۵۔ کشف الظنون، محولہ بالا: ۱۷۳۷/۲۔

۳۶۔ تدوین السنة النبویة، الدکتور محمد بن مطر الزَّهرانی، ۱۹۴، دار الخُضَیری، الطبعة الثانیة: ۱۴۱۹ھ-۱۹۹۸م۔

۳۷۔ دیکھئے: المعجم الکبیر (مقدمة)، محولہ بالا: ۳/۱، تدوین السنة النبویة، محولہ بالا: ۱۹۳، ۱۹۴۔

۳۸۔ تذکرة الحفاظ، محولہ بالا: ۸۵/۳ (۸۷۵)، الرسالة المستطرفة، محولہ بالا: ۱۰۱، المعجم الأوسط، الامام الحافظ الطبرانی (م ۳۶۰ھ)، ۵/۱، تحقیق: الدکتور محمود الطَّحّان، مکتبة المعارف- الریاض، الطبعة الأولی: ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۵م۔

۳۹۔ دیکھئے:المعجم الأوسط (مقدمة)،محولہ بالا:۱/۶۔

۴۰۔ دیکھئے:المعجم الأوسط (مقدمة)،محولہ بالا:۱/۷۔

۴۱۔ تذکرة الحفاظ،محولہ بالا:۳/۸۵(۸۷۵)۔

۴۲۔ المعجم الأوسط (مقدمة) :۱/۷۔

۴۳۔ ایضاً:۱/۶۔

۴۴۔ ایضاً:۱/۶،۷۔

۴۵۔ دیکھئے:تذکرة الحفاظ،محولہ بالا:۳/۸۵،المعجم الأوسط (مقدمة)،محولہ بالا :۱/۷۔

۴۶۔ المعجم الأوسط،محولہ بالا:۱/۱۴۔

۴۷۔ دیکھئے:الرسالة المستطرفة،محولہ بالا:۱۰۱،۱۰۲۔

۴۸۔ تفصیل کے لیے دیکھئے : المعجم الصغیر، الحافظ ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب اللخمی الطبرانی(م۳۱۰ھ):۳/۲۱۷۷، دار الکتب العلمیة بیروت — لبنان۔

۴۹۔ سیر الأعلام النبلاء،محولہ بالا:۱۶/۵۹۵ پھر۱۹/۴۸۲۔

۵۰۔ المعجم الصغیر،محولہ بالا :۱/۲۷۔

۵۱۔ المعجم الصغیر،محولہ بالا:۱/۹۶، باب من اسمه اسماعیل۔

۵۲۔ ایضاً:۱/۱۳۲، باب من اسمه الحسین ۔

۵۳۔ ایضاً:۱/۱۹۷،باب من اسمه علی۔

۵۴۔ ایضاً:۱/۴۳، باب من اسمه احمد ۔

۵۵۔ ایضاً:۱/۱۴۷، باب من اسمه الحسین ۔

۵۶۔ ایضاً:۱/۱۴۷،باب من اسمه حباب۔

۵۷۔ ایضاً:۱/۱۷۹، باب من اسمه شیبان ، نیز ملاحظہ کیجئے :۱/۱۸۴،باب من اسمه طاهر:۱/۲۴۶، باب من اسمه عبید۔

۵۸۔ ایضاً:۱/۴۷،باب من اسمه أحمد۔

۵۹۔ ایضاً:۱/۸،بَاب من اسمه أحمد۔

۶۰۔ ایضاً:۱/۸، باب من اسمه أحمد۔

۶۱۔ ایضاً:۱/۹۸، باب من اسمه اسحاق۔

۶۲۔ ایضاً:۱/۴۳، باب من اسمه احمد ، مزید مثالوں کے لیے دیکھئے: سابق حوالہ:۱/۲۱۴، باب من اسمه عبد الله، ۱/۲۳۷، باب من اسمه عبیدالله ۲/۶۹، باب من اسمه محمد (بن سهل)۔

۶۳۔ ایضا:۱/۱۸۵،باب من اسمه طیّ۔

۶۴۔ ایضاً:۲/۱۴، باب من اسمه محمد۔

۶۵۔ ایضاً:۱/۲۵۵،باب من اسمه عباد۔

۶۶۔ ایضاً:۱/۸۵۔

۶۷۔ ایضاً:۱/۱۱۷، باب من اسمه جعفر۔

۶۸۔ ایضاً:۱/۸۵، باب من اسمه ابراهیم ۔

۶۹۔ ایضاً:۱/۸۱، باب من اسمه ابراهیم۔

۷۰۔ ایضاً:۱/۲۹۔

۷۱۔ ایضاً:۱/۷۷،باب من اسمه ابراهیم۔

۷۲۔ ایضاً:۱/۷۸،مزید مثالوں کے لیے دیکھئے:۱/۷۹،۸۰، باب من اسمه ابراهیم،۱/۲۴۷،باب من اسمه عبدالملك (بن محمد)،۱/۲۶۳، باب من اسمه الفضل (بن صالح)،۱/۲۶۶، باب من اسمه القاسم (بن اللیث)، ۱/۲۷،باب من اسمه قیس ، باب من اسمه کنیز،۲/۱۰۹، باب من اسمه موسی(بن عیسی)،۲/۱۱۸، باب من اسمه مصعب ،۲/۱۱۹، باب من اسمه مورع،۲/۱۲۰، باب من اسمهنصر۔

۷۳۔ ایضاً:۱/۱۹۴،باب من اسمه علی (ابن الحسن)۔

۷۴۔ ایضاً:۱/۲۱۳، باب من اسمه عبداللّٰه۔

۷۵۔ قوله تنقه من التنقی هو الاجتباء۔ قال فی المجمع تنقه و توقه أی تخیر الصدیق ثم احذره و قیل هو تبقه بموحدة بمعنی استبق أی أبق المال ولا تسرف فی الانفاق و توق فی الاکتساب انتهی(المعجم الصغیر،محولہ بالا:۲۶۶،حاشیہ نمبر۱)۔

۷۶۔ ایضاً:۱/۲۶۷، باب من اسمه القاسم۔زیروتین سو پانچ سو اٹھارہ اٹھہتر تیس۔